۲۹

بچوں کے لیے سچی کہانیاں

رسول اکرمؐ کے سچے صحابہ

حضرت ابوذر غفاری علیہ الرحمۃ

صحابیٔ رسولؐ

جناب ابوذر غفاری علیہ الرحمۃ

امامیہ پبلی کیشنز نور چیمبر گنپت روڈ لاہور نمبر ۲

فون نمبر
۳۲۵۱۵۳

نام کتاب ——— حضرت ابوذر غفاریؓ
تالیف ——— محمد صادق الوعد
مترجم ——— سید ہادی حسن
نظر ثانی ——— شیخ نوازش علی
کتابت ——— سُلطان حیدر
ناشر ——— امامیہ پبلی کیشنز لاہور
تاریخ اشاعت ——— شوال المکرم ۱۴۰۸ھ
تعداد ——— ایک ہزار
طبع ——— بار اول
طابع ——— آر۔ آر۔ پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۲/۵۰ روپے
ملنے کا پتہ ——— قرآن سنٹر اردو بازار۔ لاہور

اسلام کے آغاز سے پہلے جناب ابوذرؓ کا نام "جندب ابن جنادہ" تھا۔ آپ قبیلہ بنی غفار میں سے تھے۔ اس وقت آپ کا قبیلہ بھی دیگر قبائل کی طرح بت پرست تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کا نام "ابوذر" رکھ دیا گیا۔

ابوذرؓ ایک آزادی پسند اور آزاد فکر آدمی تھے۔ انہوں نے کبھی اپنا سر انسان کے بنائے ہوئے بتوں کے سامنے نہیں جھکایا تھا۔ وہ ہمیشہ سچائی کی تلاش کے لئے کوشش کرتے رہے وہ "جوئندہ یابندہ" (تلاش کرنے والا ہمیشہ اپنا مقصد پا لیتا ہے) کے محاورے کی حقیقت خوب جانتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے ابوذر گھنٹوں جنگلوں میں بیٹھ کر اس مسئلے پر غور کیا کرتے تھے کہ سچا خدا کون ہے؟ اور ہمیشہ اپنے قبیلے والوں کو اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے خداؤں کی پوجا سے منع کیا کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے ان کے غور و فکر کے صلہ میں ان کو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کی۔ بعض اسلامی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے

سے پہلے ہی ابوذر اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکے تھے اور اس کی بارگاہ میں دعا ومناجات کیا کرتے تھے۔

اس اثنا میں ابوذرؓ کو پتا چلا کہ مکہ میں ایک رسول ایک خدا کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں اور لوگوں کو بت پرستی سے منع فرماتے ہیں۔ ابوذرؓ نے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا تاکہ صحیح خبر لائے۔ ان کا بھائی مکہ گیا اور پہلی ہی ملاقات میں حضرت رسول اکرمؐ کا دل و جان سے شیدا ہو گیا اور پھر اس نے ابوذر کو بھی اس بات کی خبر دی۔ ابوذرؓ خود مکے آئے تاکہ پیغمبر اکرمؐ کی زیارت کا شرف حاصل کریں اور ان کی حکمت والی گفتگو اپنے کانوں سے سنیں۔ ابوذرؓ جب مکہ پہنچے۔ تو بالکل ایک اجنبی تھے مکہ میں کوئی بھی تو ان کا جاننے والا نہ تھا یہ دن رسول اکرمؐ کی تبلیغ کے آغاز کے دن تھے۔ ایک خوبصورت اتفاق ہوا کہ ابوذر کی ملاقات مسجد الحرام میں امیر المومنین حضرت علیؑ سے ہو گئی۔ آپؑ نے ابوذرؓ سے مکہ آنے کا مقصد دریافت فرمایا۔ گفتگو میں پتا چلا کہ ابوذر مسافر ہیں مکہ میں ان کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہیں اور تلاشِ حق میں مکہ پہنچے ہیں آپؑ نے ابوذرؓ کو ایک گھر میں بھیج دیا جہاں تین دن تک آپ مہمان رہے اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔ ابتدائی علیک سلیک کے بعد حضور اکرمؐ نے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ابوذر کو سنائیں۔ بس ابوذرؓ کے دل میں چھپی ہوئی ایمان کی شمع روشن ہو گئی اور وہ باآواز بلند پکار اٹھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ

اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپؐ اس کے رسولؐ ہیں۔

ابوذرؓ ان گنتی کے چند افراد میں سے ہیں جو اسلام کے شروع کے زمانے ہی میں حضرت رسول پاکؐ کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے جنہوں نے حق وصداقت کی تلاش میں ایک لمحہ چین نہ پایا اور جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔ آپؓ کی زبان اسلام کی حمایت میں کھلتی اور آپ کی تمام تر قوتیں مظلوم اور بے نوا لوگوں کے لئے وقف تھیں۔ کہتے ہیں کہ ابوذرؓ اسلام لانے والے پہلے چار یا پانچ افراد میں سے تھے حضرت رسول اکرمؐ نے انہیں فرمایا تھا کہ اپنے اسلام قبول کرنے کی بات کو چھپا کر رکھو اور کسی پر ظاہر نہ کرو مگر ابوذرؓ کا دل نورِ اسلام سے کچھ اس طرح منور ہو گیا تھا کہ ان کا سراپا ایمان کی بھرپور عکاسی کرتا تھا۔ انہوں نے قسم کھائی کہ اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے رہیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کافروں کے سامنے جاکر بآوازِ بلند اللہ تعالےٰ کی توحید اور حضرت رسول اکرمؐ کی نبوت و رسالت کا اعلان کیا مگر ظالم کافروں نے ان پر ظلم وستم کی حد کر دی۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ پیغمبر اکرمؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے کافروں سے ان کو چھڑایا۔ ابوذرؓ خاموش نہ بیٹھے بلکہ اگلے دن ہی انہوں نے پھر سب کے سامنے حق کا نعرہ لگایا۔ اس پر پھر ظالموں نے انہیں اتنا مارا کہ موت کے قریب ہو گئے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ابوذرؓ جیسے لوگ اپنی بلند آواز سے خدا کا پیغام

نہ پہنچاتے تو ہم ابھی تک جہالت اور ظلم و ستم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوتے ان بزرگوں نے تکلیفیں برداشت کیں ان کو وطن سے باہر نکال دیا گیا۔ لیکن ان کی قربانیاں ہی حقیقت میں اسلام کو طاقت ور بنا گیئں۔

مکہ میں کئی مرتبہ ابوذرؓ نے کھلم کھلا اسلام کا اظہار کیا اور کفار کے ظلم کا نشانہ بنے۔ آخر پیغمبر اکرمؐ نے انہیں ان کے قبیلے کی طرف روانہ فرمایا تاکہ اپنے قبیلے میں اسلام کی تبلیغ کریں اور حق کی آواز ان تک پہنچائیں۔ ابوذرؓ اپنے قبیلے بنی غفار میں آگئے۔ آپ نے بھرپور ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے عام فہم طریقے سے اپنے قبیلے والوں کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور ان کو ایک خدا کی پرستش کی دعوت دی۔ آپ کی اچھی خاصی پذیرائی ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ اپنے قبیلے کے بعد قبیلہ بنی اسلم کی طرف بھی متوجہ ہوئے تاکہ حق کی آواز ان کے کانوں تک بھی پہنچائیں۔ خدا کے سچے بندوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ خاموش ہو کر ایک جگہ بیٹھا نہیں کرتا۔

رسول اکرمؐ کی تیرہ سالہ مکی زندگی (وہ مدت جو نبوت کے اعلان کے بعد آپ نے مکہ میں گزاری) میں ابوذرؓ کبھی تو اپنے قبیلے میں اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہتے اور کبھی حضور اکرمؐ کی خدمت میں مکہ میں آجاتے اور آپ کی صحبت سے رہنمائی حاصل کرتے۔ بیشک رسولِ اکرمؐ کی ذات ایک روشن شمع کی مانند تھی جو کسی محفل کو منور رکھتی ہے

اور آپ کے ساتھی پروانوں کی طرح ارد گرد موجود رہتے۔

اسی طرح برسوں گذر گئے۔ رسول اکرمؐ مکہ کی تیرہ سالہ مصیبتوں اور مشکلوں کی زندگی گزار کر یثرب کی طرف ہجرت کر گئے۔ یثرب ہجرت کے بعد" مدینۃ المنورہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ انصار و مہاجرین کی مشترکہ طاقت سے اسلام کو کافی قوت حاصل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق مسلمانوں کی مدد کی اور ان کو فتح مند کیا۔ اب اسلام کی دعوت ارد گرد بھی پھیلنے لگی اور عرب کا علاقہ کفر کے اندھیروں سے نکل کر ایمان کی روشنی سے منور ہو گیا. جناب ابوذرؓ کی کوششوں سے قبیلہ بنی غفار جو سارے کا سارا مسلمان ہو چکا تھا اور مدینہ منورہ میں بارگاہِ رسولِ اکرمؐ میں حاضری بھی دے چکا تھا۔ ہجرت کے بعد ابوذرؓ مدینہ منورہ میں "اصحاب صفہ" میں شامل ہو گئے۔ بلند مرتبہ اور مجاہد صحابہ کرامؓ کا یہ گروہ پیغمبر اکرمؐ کی اعلیٰ تربیت کی وجہ سے ایمان اور عبادت کے ایسے اونچے درجے پر پہنچ گیا کہ عام لوگوں کے لئے ایک مثال بن گیا۔

ہجرت کے نویں سال میں ابوذرؓ پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ "جنگ تبوک" میں شرکت کے لئے مدینہ سے باہر گئے اور امیر المومنین حضرت علیؑ اور حضور اکرمؐ کے حکم سے مدینہ میں ہی رک گئے تاکہ آپ کی غیر موجودگی میں مدینہ میں حکومت کے معاملات کی نگرانی فرمائیں، دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنائیں اور باغیوں کو سر نہ اٹھانے دیں۔

اس زمانے میں روم کی سلطنت ایک بڑی طاقت شمار ہوتی تھی رسول اکرمؐ کے زبردست اسلامی انقلاب اور مسلمانوں کی مسلسل شاندار فتوحات نے روم کے بادشاہ (جس کو قیصر روم کہا جاتا تھا) کو خوف اور حیرت میں ڈال دیا تھا۔ شام کے اردگرد روم کے جنگی سوار اور مسلح فوجیں جمع ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ مختلف قافلوں کے ذریعے جب پیغمبر اکرمؐ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے مسلمان مسلح مجاہدوں کا ایک لشکر ترتیب دیا تاکہ شام کی سرحد کی طرف جائیں اور رومی فوجوں کے سامنے اسلامی طاقت کا مظاہرہ کریں۔ اسی لشکر کے ساتھ خود پیغمبر اکرمؐ بھی تشریف لے گئے جبکہ ابوذرؓ بھی ساتھ تھے راستے میں ابوذرؓ کا کمزور اونٹ قافلے کے دیگر اونٹوں کی رفتار کا ساتھ نہ دے سکا۔ چنانچہ ابوذرؓ اسلامی لشکر سے کافی پیچھے رہ گئے۔ ابوذرؓ نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح اونٹ اپنی رفتار کو بڑھائے مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا۔ آخر کار ابوذرؓ نے اونٹ کو صحرا میں چھوڑنے اور سامان کو خود اٹھا کر پیدل روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ ابوذرؓ پیدل ہی قافلے کے راستے پر چل پڑے۔ لشکریوں نے دور افق پر ایک سیاہ نقطہ ابھرتا ہوا دیکھا تو انہوں نے فوراً پیغمبر اکرمؐ کو اس امر کی اطلاع دی۔ حضورؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم کرے وہ تنہا ہی چلے آ رہے ہیں۔ تنہا ہی فوت ہوں گے اور تنہا ہی دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔"

حضرت رسول اکرمؐ کی رحلت کے بعد اس بلند پایہ صحابی اور مجاہد

کو بڑے تلخ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے دیکھا کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد ان کی وصیتوں کے مطابق عمل نہیں کیا جا رہا اور حق داروں کے حقوق ضائع ہو رہے ہیں۔ اسلام کے آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے اور کام جناب پیغمبرؐ کے ارشادات کے مطابق انجام نہیں پا رہے اس لیے حضرت ابو ذرؓ بہت پریشان اور رنجیدہ خاطر ہوئے اور غضب آپ کے چہرے سے عیاں ہونے لگا۔ مگر امیر المومنین حضرت علیؑ نے اسلام کے مفادات کی خاطر انہیں صبر و تحمل کی تلقین فرمائی۔

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے۔ ان کے زمانے میں حکومت کے مختلف عہدوں پر بنی امیہ کے افراد فائز ہوئے۔ مسلمانوں کا مال و دولت بنی امیہ کے پاس اکٹھا ہونے لگا اور خلاصے سرمایہ دار اور دولت مند ہو گئے۔ شام میں قیصر روم کی طرح معاویہ نے قصر خضرا تعمیر کرایا اور اسلامی سربراہ کی سادہ طرز زندگی کو محلات اور درباروں کی سی ٹھاٹھ باٹھ والی زندگی میں بدل کے رکھ دیا۔ ابو ذرؓ کے لیے تاریخی ذمہ داری ادا کرنے کا وقت آچکا تھا وہ شہر کے غریبوں، مسکینوں اور فقیروں کو اکٹھا کر لیتے اور باآواز بلند سورہ توبہ کی آیت نمبر ۳۴ کی تلاوت فرماتے۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ یعنی جو لوگ سونے چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اس کو راہ خدا پر خرچ نہیں کرتے ان کو سخت عذاب کی خبر سنا دو...... اس دن کے عذاب

کی خبر جب یہی سکے دوزخ کی آگ میں داغنے کے بعد ان کے جسموں پر لگائے جائیں گے اور یوں ان کے چہرے جلائے جائیں گے۔

ابوذرؓ کے اس آواز بلند کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ قصرِ خضرا میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ ابوذرؓ معاشرے کے تمام مظلوم عوام کے پشت پناہ تھے۔ معاویہ نے لاکھ جتن کئے مگر وہ اس بلند مرتبہ صحابی کو اپنے ساتھ ملانے میں ناکام رہا۔ وہ ان کی شخصیت اور کردار کو اپنی نام نہاد اسلامی حکومت کے لئے زبردست خطرہ سمجھتا تھا۔ معاویہ کے آدمیوں نے پہلے اس بزرگ مجاہد اور فولادی ادارے کے مالک صحابی جس نے ان پر خوف طاری کر رکھا تھا کو قید میں ڈالا اور پھر اونٹ کی ننگی پیٹھ پر پالان کے بغیر بٹھا کر مدینہ روانہ کر دیا۔ بغیر پالان کے اونٹ پر آپ کو اس طرح بٹھایا کہ آپ کی دونوں ٹانگیں اونٹ کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے کی وجہ سے زخموں سے چُور ہو گئیں اس حال میں جب آپ مدینہ میں پہنچے تو ٹانگیں لہولہان تھیں اور جناب ابوذرؓ نیم بے ہوش ہو چکے تھے۔

جب ابوذرؓ نے خلیفۂ وقت حضرت عثمانؓ سے ملاقات کی۔ ان کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ معاویہ کی اسلامی قوانین کی خلاف ورزیوں کے بارے میں بتایا اور ساتھ میں حضرت رسول اکرمؐ کی ایک حدیث بھی سنا دی۔ جس میں آپ نے ایسے اقدامات سے سختی سے منع فرمایا تھا۔ یہ سن کر بجائے اس کے حضرت عثمانؓ معاویہ کی گوشمالی کرتے اُلٹا

انہوں نے بوڑھے اور حق پرست صحابیؓ کو ربذہ کے علاقے میں جلاوطن کر دیا۔ ربذہ کے بے آب وگیاہ اور پتھریلے صحرا میں اس عظیم مرتبہ صحابیؓ کو جلاوطن کیا گیا جو حضرت رسول اکرمؐ کا تربیت یافتہ مظلوموں اور غریبوں کا پشت پناہ اور اسلامی قوانین کی خلاف ورزیوں کے خلاف آواز اٹھانے والا تھا۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ، آپ کے فرزند حسنینؑ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے آپؓ کو ایک بزرگ کی طرح وداع کیا۔ ربذہ کا خشک اور گرم ریگستان آج بھی ابوذرؓ کی دعاؤں تسبیح وتقدیس اور تلاوتِ قرآن مجید کا گواہ ہے ابوذرؓ برابر نماز دعا اور مناجات میں مشغول رہتے۔

حضرت ابوذر نے چند دن انتہائی صبر وتحمل کے ساتھ بھوک پیاس میں گزارے۔ لیکن جب آخری وقت قریب پہنچا تو اپنی بیوی کو پاس بلا کر کہا! میرا زندگی کا وقت ختم ہو گیا۔ ایک قافلہ جو ہمارے دوستوں پر مشتمل ہو گا۔ میری موت کے بعد یہاں سے گزرے گا تم ان سے کہنا کہ وہ مجھے اسی تپتے ہوئے ریگستان میں دفن کر دیں۔

یہاں یہ بات یاد رہنی چاہیئے کہ حضرت رسول پاکؐ نے ابوذرؓ کی خشک ریگستان میں وفات اور وہاں سے کسی قافلے کا گزرنا اور ان کے ہاتھوں ان کی میت کے دفن ہونے کی خبر انہیں زندگی میں ہی دے دی تھی۔

ربذہ کے صحرا میں سے جناب مالکِ اشتر ایک کاروان لے

کر گزر رہے تھے۔ جب انہیں صحابی رسولؐ حضرت ابوذرؓ کی میت کی اطلاع ملی۔ اس ریگستان میں اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی اور اس بزرگ صحابی کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور ایسے شخص کو ربذہ کے بیابان میں دفن کر دیا گیا جس کی تمام عمر مال و دولت جمع کرنے والوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اور مظلوموں کی حمایت کرتے ہوئے گزری۔

احترام کے لائق ہمیں ابوذر اور پیروی کے قابل ہے ان کی زندگی کا مقصد۔

اچھی باتیں ـــ سونے سے بھی مہنگی

صفائی نصف ایمان ہے

اپنا جسم، لباس، گھر، محلہ اور شہر صاف ستھرا رکھیئے۔

○

سچوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

ہمیشہ سچ بولیئے خواہ اس کے نتیجہ میں آپکو تکلیف ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے

○

والدین کا احترام کیجئے۔

کبھی بھی اپنی آواز کو انکی آواز سے بلند نہ کیجئے

○

ماں کی دعائیں

آپکو زندگی کے ہر امتحان میں کامیابی سے ہمکنار کریں گے۔

○